دینے کے عزم پر قائم ہیں اور وہ مسلمان رہنماؤں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔

سوویت یونین اور مسلم دنیا

عالمی احیاء اسلام روسی مسلمانوں کے دروازے پر دستک دے رہا ہے

عالمی احیاءِ اسلام، ایران میں اسلامی انقلاب اور کابل میں کمیونسٹ حکومت کے خلاف بڑھتی ہوئی مخالفت کی وجہ سے روس کو اپنی جنوبی سرحدوں پر اسلامی نشاۃ ثانیہ کے بارے میں سخت تشویش لاحق ہے۔ جب روس نے افغانستان میں جارحیت کا ارتکاب کیا تھا تو مغربی مفکرین نے اسے اسلامی انقلابی نظریات کی روک تھام کے خلاف اس کا ایک جچا تلا اقدام قرار دیا۔ روسی ذرائع ابلاغ، روسی مسلم علاقوں میں بنیاد پرستی کی برآمد کے بارے میں متعدد اطلاعات دے چکے ہیں۔

مشرقِ وسطیٰ کے روسی ماہرین کا مشاہدہ یہ ہے کہ اسلام کے سیاسی کردار نے مسلم دنیا میں جس پیمانے کی قوت رفتار حاصل کر لی ہے۔ روسی حکمران اس سے لاتعلق نہیں رہ سکتے۔ آذربائیجان اور ازبکستان کی حالیہ ہل چل میں نئے مظاہر دیکھنے میں آئے۔ لوگوں کے ایک گروہ نے نام نہاد اسلامی نشان "سبز پرچم" اور ہمسایہ مسلم ملکوں سے بڑی حد تک ملتے جلتے جھنڈے اٹھا رکھے تھے۔ اپنی فطرت کے لحاظ سے یہ تبدیلیاں قوم پرستانہ مزاج کی حامل ہیں۔ لیکن ان تبدیلیوں میں اسلام کے سیاسی کردار کا عمل دخل پا کر روسی ماہرین کے اعصاب چٹختے نظر آتے ہیں۔ اس میدان میں ایک سرکردہ روسی پروفیسر بیلیف (BELYAEV) نے کمیونسٹ پارٹی کے ایک نئے جریدے "ڈائیلاگ" (شمارہ نمبر 6 1990) میں تجزیہ کرتے ہوئے لکھا کہ ان تمام واقعات کو مسلم دنیا، جیسے سعودی عرب، ایران اور تیل پیدا کرنے والے دیگر مسلمان ملکوں کی طرف سے امداد مل رہی ہے۔ "کشادگی" کے آغاز سے بہت سی مذہبی تنظیموں نے اپنی مذہبی ضروریات کے لیے سوویت یونین سے باہر اپنی ہم مذہب تنظیموں کے ساتھ روابط استوار کر لیے ہیں۔ یہ بات غالباً سوویٹ حکام سے چھپی نہیں رہ سکی کہ مکہ میں قائم رابطۂ عالم اسلامی مسلم ورلڈ لیگ نے سوویت مسلمانوں کے لیے مختلف نسلی زبانوں میں قرآن پاک کے نسخے اور اسلامی لٹریچر سرکاری طور پر بھیجنے کا اہتمام کیا ہے۔ بد قسمتی سے پروفیسر بیلیف نے مسئلے کو سیاسی

رنگ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ لٹریچر اشتعال انگیز ہے اور اس میں روسی مسلمانوں کو ماسکو کے خلاف بغاوت پر ابھارا گیا ہے۔

دنیا کے مختلف حصّوں میں اسلامی سیاسی قوتیں سیکولرازم، کمیونزم، صہیونیت اور مغربی آزادروی کے خلاف جدوجہد میں پیش قدمی کررہی ہیں۔ پروفیسر بیلیف کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ اس کا ایک ہم پیشہ امریکی پروفیسر بھی، جس کا نام اس نے نہیں بتایا، اس جیسے ہی خیالات رکھتا ہے اور وہ یہ کہ ہم عصر دنیا میں "اسلامی بنیاد پرستی" ایٹم بم بن کر ابھری ہے، یہ امریکہ اور روس دونوں کے لیے یکساں باعثِ تشویش ہے۔ پروفیسر بیلیف کی رائے میں "اسلامی بنیاد پرستی" کا ترجیحی مطمحِ نظر ایک اسلامی ریاست کا قیام ہے اور جیسا کہ ایران کی مثال نے ثابت کیا ہے یہ بات بڑی طاقتوں کے لیے ایک المیہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب یہ نظر آرہا ہے کہ اسلام کا احیاء مسلم دنیا تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ یہ سرحدیں پار کر کے غیر مسلم دنیا تک بھی پہنچ چکا ہے۔ اسلام کے احیاء اور لبنان، اسرائیلی مقبوضہ عرب علاقوں اور دنیا کے دوسرے بہت سے حصوں میں پیدا کردہ بدلتی ہوئی صورت حال کو پروفیسر بیلیف اسلامی "دہشت گردی" قرار دیتا ہے۔ اس کی رائے میں اسلام کے احیاء کو بڑے احترام کے ساتھ، مذہبی عبادات کی حدود میں مقید رکھنا چاہیے۔ جبکہ سیاست ایک دورخی چیز ہے جہاں مذہبی نظریات کا عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ پروفیسر بیلیف پوچھتا ہے کیا قرآن بدخواہی کی تعلیم دیتا ہے؟ نہیں غالباً ایسا نہیں ہے۔ پروفیسر کو اسلامی مفکرین کے خیالات کے بارے میں شک ہے وہ سید قطب پر سخت تنقید کرتا ہے۔ جو اپنے انقلابی اسلامی نظریات کے باعث مسلم دنیا میں قدرو منزلت کی شخصیت گردانے جاتے ہیں۔

تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب سے اسلام کا ظہور ہوا ہے معاصر صورت حال کے مطالعے کے لیے ادارے قائم کیے گئے ہیں اور اسلام کو سوسائٹی کی ضروریات کے مطابق ڈھالا گیا ہے۔ مساجد زندگی کے تمام شعبوں کے لیے علم کا مرکز رہی ہیں۔ پروفیسر بیلیف کہتا ہے کہ اس کے نزدیک پسندیدہ بات یہ ہے کہ مسلمان مسجد کی چاردیواری میں واپس چلے جائیں اور اس پر قانع ہو کر بیٹھ جائیں۔ دنیاوی معاملات سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہونا چاہیے۔ لاشعوری طور پر گلاس ناسٹ (GLASNOST) یا کشادگی کی پالیسی نے سوویٹ یونین میں مقامی علاقوں کی سرگرمیوں کو تقویت بخشی ہے۔ اسلامی معاملات کا محتاط جائزہ لیتے ہوئے پروفیسر بیلیف اپنے مضمون میں روسی حکام کی پیٹھ ٹھونکتا ہے اور کہتا ہے کہ انہیں بنیاد پرستانہ اثر و نفوذ کو اس کی حدود ہی میں

روک دینا چاہیے۔ اس کے کہنے کے مطابق آذربائیجان کے بعد یہ امر یقینی ہے کہ اسلامی احیاء اب افغانستان کے راستے سوویٹ یونین کی مغربی سرحدوں پر دستک دے گا اور بسماچی (BASMACGHI) خطوط پر مسلح جدوجہد شروع ہوجائے گی۔

تبصرہ کتب

وسطی ایشیائی نظریات کے مطابق مثالی سماجی ریاست (UTIOPIA)

(وسطی ایشیا کے سماجی فلسفیانہ نظریات کے مطابق سماجی مثالی سماجی ریاست) مصنف ایم کے اری پوف، تاشقند، فین، یوزیڈ، ایس ایس آر 1989 صفحات 112۔

عصر حاضر کی سماجی تحریکوں میں سوشلسٹ نظریات نے ہیجان خیز عناصر کی صورت میں پسے ہوئے طبقے کے لوگوں کو سماجی اور اقتصادی آزادی کے لیے لڑنے کے جذبے سے سرشار کیا ہے۔ ان نظریات کو غریب عوام کے مفادات اور مطالبات کا منطقی اظہار خیال کیا جاتا ہے۔ یہ نظریات تجرباتی آبادی میں مارکس سے پہلے کے ادوار میں سوشلسٹ نظریات کی تاریخ کے مطالعہ میں دلچسپی کو ابھارنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ ایک معروف بات ہے کہ مثالی سماجی ریاست (UTOPIA) کے تصورات مارکزم کے اجزا کا حصہ ہیں۔

سوشلسٹ نظام میں تعمیر نو کا عمل اور اس سے وابستہ انقلابی اصلاحات تقاضا کرتی ہیں کہ مارکزم لینن ازم کے نظریات کی پیدا کردہ تعمیری ترقی کے سیاق وسباق میں حقیقی سوشلزم کے تجربے کا جائزہ لیا جائے۔ یہ سوشلسٹ نظام میں غیر صحت مندانہ علامات کے مکمل خاتمے کا مطالبہ بھی کرتی ہیں۔ یہ بیماریاں سوشلسٹ نظام کے ہمدردانہ پہلوؤں کی صورت بگاڑتی ہیں۔ تعمیر نو کے عمل کو ابتدائی ادوار (30 اور 70 کی دہائیوں کے دوران) کی تلچھٹوں اور بگاڑ کو صاف کرنے کی عظیم مہم کا بھی سامنا ہے۔ جس کا مقصد اسے "حقیقی اور اصلی انسان دوستی" میں تبدیل کرنا ہے۔ اور جس میں انسان کو "ایسے نظام میں جس میں موثر اور محرک معیشت، سماجی انصاف، اعلیٰ اخلاق، حقیقی جمہوریت اور سب کے لیے مساوات ہو، کے پیمانے کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ مستقبل کے لیے نئے معیاری سوشلسٹ نظام میں نمایاں پہلوؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے میخائل گورباچیف نے لوگوں پر "ٹھیک متذکرہ طرز کے جمہوری اور انسان دوست پہلو کے حامل